((زادالیقین فی تحقیق بعض روایات التأمین))

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ

کیا امام اور مقتدیوں کا جہری نمازوں میں بلند آواز سے آمین کہنا ثابت ہے؟ دلیل سے جواب دیں۔

(ایک سائل)

جواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آمین بالجہر کی چند صحیح وحسن روایات درج ذیل ہیں۔

ا: قال الإمام ابو داود رحمه الله :

"حدثنامحمد بن كثير : أخبرنا سفيان عن سلمة عن حجر أبي العنبس الحضرمي عن وائل بن حجر قال : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذاقرأ و لا الضالّين قال: آمين ورفع بها صوته"

یعنی آپ ﷺ ولا الضالین کی قرأت کے بعد آمین کہتے اور اپنی آواز اس کے ساتھ بلند فرماتے تھے۔

(سنن ابی داود ج اص ۱۴۱، ۱۴۲ ح:۹۳۲ باب التامین وراء الامام)

یہ روایت مسند الدارمی (ج اص ۲۸۴ ح:۱۲۵۰) پر بھی اسی سند سے موجود ہے وہاں "ویرفع بها صوته" کے الفاظ ہیں اور ترجمہ انہی الفاظ کے مطابق لکھا گیا ہے۔

((سند کا تعارف))

(۱) محمد بن کثیر العبدي البصري، صحیح بخاری وصحیح مسلم کا راوی ہے۔ اس کی صحیح بخاری میں ساٹھ (۶۰) سے اوپر روایتیں ہیں۔

(مفتاح صحیح البخاری ص ۱۵٦)

صحیح مسلم میں اس کی حدیث (ج ۲ ص ۲۴۴ ح ۲۲۶۹ کتاب الرؤیا، باب فی تأویل الرؤیا) میں موجود ہے۔اس پر امام یحیی بن معین کی جرح مردود ہے۔قال ابن حجر "ثقة ولم يصب من ضعفه" (تقریب التھذیب ص ۴٦۸)

ابن معین کی جرح محمد بن کثیر المصیصی کے بارے میں ہے (حاشیہ میزان الاعتدال ج ۴ ص ۱۸) المصیصی دوسرا شخص تھا۔

محمد بن کثیر العبدی کی متابعت ابوداود الحفری (السنن الکبری للبیھقی ج ۴ ص ۵۷) اور الفریابی (سنن دار قطنی ج ۱ ص ۳۳۳) نے کردی ہے والحمدللہ

(۲) سفیان بن سعید الثوری، صحیح بخاری وصحیح مسلم کے مرکزی راوی ہیں اور کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ان کی تدلیس کی بحث آگے آرہی ہے۔

(۳) سلمۃ بن کھیل، صحیح بخاری وصحیح مسلم کے مرکزی راوی ہیں اور ''ثقہ'' ہیں (تقریب ص ۲۰۲)

(٤) حجر ابوالعنبس ''ثقہ'' ہیں (الکاشف للذھبی ج ۱ ص ۱۵۰) انہیں خطیب بغدادی وغیرہ نے ثقہ کہا ہے۔

(۵) وائل بن حجر مشہور صحابی ہیں رضی اللہ عنہ۔

معلوم ہوا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔والحمدللہ۔

((ایک اعتراض کا جواب))

پرائمری ماسٹر: محمد امین صفدر اوکاڑوی حیاتی دیوبندی، نے لکھا ہے:

''حضرت وائل بن حجرؓ کی حدیث ابوداود سے جو پیش کرتے ہیں نہ صحیح ہے، کیونکہ اس میں سفیان مدلّس، علاء بن صالح شیعہ، محمد بن کثیر ضعیف ہے۔نہ دوام میں صریح ہے''

(مجموعہ رسائل ج ۳ ص ۳۳۱ طبع اول، غیر مقلّدین کی غیر مستند نماز، حوالہ نمبر ۸۷، تجلیات صفدر ج ۵ ص ۴۷۰)

الجواب (۱): سفیان بن سعید الثوری کے بارے میں امام بخاری نے فرمایا:

"ولا أعرف لسفيان الثوري عن حبيب بن أبي ثابت ولا عن سلمة بن كهيل ولا عن منصور وذكر مشائخ كثيرة، لاأعرف لسفيان عن هولاء تدليساً (ما) أقل تدليسه" (علل الترمذی الکبیر ج ۲ ص ۹٦٦)

یعنی سفیان ثوری، سلمہ بن کہیل سے تدلیس نہیں کرتے تھے۔

(۲) آلِ تقلید کے نزدیک یہاں تدلیس مضر نہیں ہے۔ظفر احمد تھانوی دیوبندی نے کہا:

"والتدليس والإرسال فى القرون الثلاثة لا يضر عندنا" (اعلاء السنن ج ۱ ص ۳۱۳)

(۳) سفیان ثوری ترکِ رفع یدین والی حدیث المنسوب الی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، کے بنیادی راوی ہیں اور ''عن'' سے روایت کررہے ہیں۔دیوبندی اور بریلوی حضرات کا سفیان کی یہاں تدلیس کے بارے میں کیا خیال ہے؟

ابو بلال محمد اسماعیل جھنگوی دیوبندی کی ''تحفہ اہل حدیث'' حصہ دوم (ص۱۵۴،۱۵۴،۱۵۵) بھی دیکھ لیں.
باقی جوابات کواختصار کی وجہ سے حذف کررہاہوں مثلاً یحیٰي بن سعید القطان کی سفیان ثوری سے روایت وغیرہ۔العلاء بن صالح ہماری روایت کی سند میں ہے ہی نہیں اور محمد بن کثیر العبدی کوضعیف کہنا مردود ہے جیسا کہ سابقہ صفحے پر گزر چکا ہے۔یادرہے کہ راوی کے تعین کے لئے اس کے شیوخ وتلامیذ کومدِ نظر رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ایک روایت میں امام ابوداود نے کہا:

'' حدثنا محمد بن كثير نا سفيان عن منصور ''توخلیل احمد سہارنپوری دیوبندی نے کہا:

''[حدثنا محمد بن كثير] العبدي أبوعبد الله البصري...... قال ابن معين :لم يكن بثقة وذكره ابن حبان في الثقات وقال أحمد بن حنبل : ثقة ''(بذل المجہود ج۱ص۱۳۹ح۵۵)

ابن معین کی جرح مردود ہے جیسا کہ سابقہ صفحے پر گزر چکا ہے۔

☆ عملِ صحابہ،اورمخالفین آمین بالجہر کے پاس عدم دلیل کی رُو سے یہ صحیح حدیث دوام پر دلیل ہے والحمدللہ

☆ العلاء بن صالح پر جرح بھی مردود ہے۔جمہور محدثین نے اسے ثقہ قرار دیا ہے لہذا اس کی حدیث حسن لذاتہ ہے۔

۲: امام ابن ماجہ القزوینی نے کہا:

''حدثنا إسحاق بن منصور : أخبرنا عبد الصمد بن عبدالوارث : ثنا حماد بن سلمة : ثنا سهيل بن أبي صالح عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها عن النبي صلى الله عليه وسلم قال:ماحسدتكم اليهود على شيءٍ ، ماحسدتكم على السلام والتامين ''(سنن ابن ماجہ ج۱ص۲۷۸ح۸۵۶)

اسے منذری (متوفی ۶۵۶ھ) اور بوصیری دونوں نے صحیح کہا ہے (الترغیب والترهیب ج۱ص۳۲۸ وزوائدسنن ابن ماجہ للبوصیری)

((سند کا تعارف))

(۱) اسحاق بن منصور بن بہرام الکوسج ابویعقوب التمیمی المروزي نزیل نیسابور (تھذیب الکمال للمزي ج۲ص۷۴،۷۵) صحیح بخاری وصحیح مسلم کا راوی اور ''ثقہ ثبت'' ہے (تقریب ص۳۸)

(۲) عبدالصمد بن عبدالوارث بن سعید العنبری،صحیح بخاری وصحیح مسلم کا راوی اور''صدوق ثبت فی شعبۃ'' تھا (تقریب۳۲۲) اس کے بارے میں عبدالباقی بن قانع (ضعیف) نے کہا: ''ثقہ یخطئ'' (تھذیب التھذیب ج۶ص۲۹۲) یہ جرح مردود ہے۔

(۳) حماد بن سلمہ صحیح مسلم کا راوی ہے۔جمہور محدثین نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔اُس پر جرح مردود ہے۔حماد بن سلمہ سے عبدالصمد کی روایت صحیح مسلم (کتاب الجهاد باب استحباب الدعاء عندلقاء العدو ح۱۷۴۳) میں موجود ہے لہذا ثابت ہوا کہ عبدالصمد کا حماد سے سماع قبل از اختلاط وتغیر ہے۔دیکھئے مقدمۃ ابن الصلاح مع شرح العراقي (ص۳۶۶،النوع:

۶۲) لہذا اختلاط وتغیر کا الزام بھی مردود ہے۔خالد بن عبداللہ الطحان نے یہی حدیث سہیل سے بیان کر رکھی ہے۔
(صحیح ابن خزیمۃ ج۱ص ۲۸۸ ح ۵۷۴)

(٤) سہیل بن ابی صالح، صحیح مسلم کا راوی "صدوق تغیر حفظه بأخره ، روی له البخاری مقروناً وتعلیقاً" ہے
(تقریب ص ۲۱۵)

سہیل بن ابی صالح سے حماد بن سلمہ کی روایت صحیح مسلم (کتاب البر والصله ،باب النهي عن قول : هلک الناس ح ۲۶۲۳) پر موجود ہے جو اس کی دلیل ہے کہ حماد کا سہیل سے سماع قبل از اختلاط ہے۔لہذا سہیل پر " تغیر حفظه بأخره " والی جرح یہاں مردود ہے۔

(۵) ابوصالح ذکوان، صحیح بخاری وصحیح مسلم کا راوی اور ''ثقہ ثبت'' ہے (تقریب ص ۱۵۱)

(٦) ابوھریرہ رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں۔

ثابت ہوا کہ اس روایت کی سند صحیح ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ یہودی لوگ ،مسلمانوں سے دو (اہم) باتوں پر حسد کرتے ہیں (۱) ایک دوسرے کو السلام علیکم کہنا (۲) آمین کہنا۔

یہ ظاہر ہے کہ وہ سلام اور آمین سنتے ہیں لہذا اسی وجہ سے حسد کرتے ہیں۔

۳: خطیب بغدادی نے تاریخ (۱۱/۴۳) اور ضیاء المقدسی نے ''المختارۃ'' (۵/۱۰۷ ح ۱۷۲۹، ۱۷۳۰) میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ (الفاظ خطیب کے ہیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" إن الیهود لیحسد و نکم علی السلام و التأمین'' بے شک یہود تم سے سلام اور آمین پر حسد کرتے ہیں۔

اس کے سارے راوی ثقہ وصدوق ہیں اور اس کی سند صحیح ہے۔

ان روایات کی تائید میں عرض ہے کہ ایک روایت میں اس حسد کی وجہ مسلمانوں کا "وقولهم خلف إمامهم فی المکتوبة : آمین " امام کے پیچھے آمین کہنا ہے (الترغیب والترھیب ج ۱ص ۳۲۸، ۳۲۹ وقال: ''بإسناد حسن'' مجمع الزوائد ج ۲ص ۱۱۳ وقال: اسنادہ حسن)

اس طرح آمین بالجہر کی اور بھی بہت ساری روایات ہیں دیکھئے میری کتاب ''القول المتین فی الجہر بالتامین'' وغیرہ، ان احادیث سے معلوم ہوا کہ امام مسلم رحمہ اللہ کا یہ دعوی بالکل صحیح ہے کہ '' نبی ﷺ کا آمین بالجہر کہنا متواتر احادیث کے ساتھ ثابت ہے۔'' مانعین کے پیش کردہ دلائل : غیر صریح ،مبہم ،ضعیف اور بلا سند ہیں لہذا صحیح ومتوتر احادیث کے مقابلے میں مردود و باطل ہیں۔

((صحابہ کرام کا عمل))

عبدالرزاق نے اپنی کتاب ''المصنف'' میں کہا:

”عـن ابن جريج عن عطاء قال قلت له : أكان ابن الزبير يؤمن علىٰ إثر أم القرآن ؟قال : نعم ، ويؤمن مـن وراءه حتى أن للمسجد للجة ، ثم قال : إنما آمين دعاء ، وكان أبو هريرة يدخل المسجد وقد قام الإمام قبله فيقول : لا تسبقني بآمين “

(ج۲ص۹۶،۹۷ح۲۶۴۰وعلقه البخاری فی صحیحہ مع الفتح ۲/۲۶۲قبل ح۷۸۰،کتاب الأذان باب ۱۱۱)

ابن جریج سے روایت ہے کہ میں نے عطاء (بن ابی رباح) سے پوچھا: کیا ابن زبیر (رضی اللہ عنہما) سورۃ فاتحہ کے بعد آمین کہتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں اوران کے مقتدی بھی آمین کہتے تھے حتی کہ مسجد گونج اٹھتی تھی۔ پھر فرمایا: آمین تو دعا ہےاورابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) مسجد میں داخل ہوتے اورامام (اقامت کے بعد) پہلے کھڑا ہو چکا ہوتا تو اسے کہتے: مجھ سے پہلے آمین نہ کہنا۔

اس روایت کی سند صحیح ہے۔ ابن جریج نے عطاء بن ابی رباح سے ”قلت لہ“ کے ساتھ سماع کی تصریح کردی ہے لہذا تدلیس کا الزام باطل ہے۔ ابن جریج صحیح بخاری وصحیح مسلم کا بنیادی راوی ہےاس پر حبیب اللہ ڈیروی حیاتی دیوبندی کی جرح مردود ہے۔ اُس پر تہمتِ متعہ ثابت نہیں اور اگر اسے ثابت مانا بھی جائے تو بھی دو وجہ سے مردود ہے۔

۱۔ ابن جریج سے اس مسئلہ میں رجوع مروی ہے (فتح الباری ج۹ص۱۷۳)

۲۔ عین ممکن ہے کہ اُن تک متعہ کی حرمت والی احادیث نہ پہنچی ہوں۔ ظاہر ہے کہ عدمِ علم کی وجہ سے انسان غیر عقائدی اُمور میں معذور ہوتا ہے۔

یہاں پر بطور تنبیہ عرض ہے کہ خود ڈیروی صاحب نے بھی تسلیم کیا ہے کہ:

” اس کی سند میں ابن جریج راوی واقع ہے جو کہ ثقہ ہے مگر سخت قسم کا مدلس ہے۔“ (نورالصباح ص۲۲۲ طبع دوم ۱۴۰۶ھ)

ظاہر ہے کہ ثقہ کی روایت، عدمِ شذوذ اور عدمِ علت کی حالت میں صحیح ہوتی ہے۔

اس صحیح روایت سے معلوم ہوا کہ آمین ایسی دعاء ہے جسے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور اُن کے مقتدی اونچی آواز کے ساتھ کہتے تھے، کسی صحابی سے عبداللہ بن الزبیر پر اس مسئلے میں رد واختلاف مروی نہیں لہذا ثابت ہوا کہ آمین بالجہر پر صحابہ کرام کا اجماع ہے رضی اللہ عنہم اجمعین۔

اس کے مقابلے میں کسی صحیح یا حسن حدیث سے جہری نمازوں میں آمین بالسر ثابت نہیں۔

رائے ونڈ میں اتوار کے دن دیوبندی مولوی لاؤڈ سپیکر پر جہری دعا پڑھتا ہےاور بے شمار لوگ اس کی جہری دعا پر آمین بالجہر کہتے ہیں۔ اسی طرح بریلوی و دیوبندی حضرات اور بھی بہت سی دعائیں جہراً پڑھتے ہیں لہذا ”ادعو ا ربكم تضر عاً وخفية“ سے اُن کا استدلال صحیح نہیں۔ دوسروں کو بھی وہی نصیحت کرنی چاہئے جس پر آدمی خود کاربند ہو، ورنہ ” لم تـقولون مالا تفعلون “ والا سوال ہو جاتا ہے جس کا جواب دینا پڑے گا۔

شعبہ سے مروی روایت ''وأخفٰی بها صوته'' (اور آپ نے آمین کے ساتھ اپنی آواز خفیہ رکھی) شذوذ وعلت کی وجہ سے مردود ہے۔ اگر یہ روایت صحیح ہوتی تو اس کا صرف یہی مطلب ہے کہ سری نمازوں میں آہستہ آمین کہنی چاہئے۔

تنبیہ: اس روایت کے بارے فنِ حدیث کے ماہر جمہور محدثین کی تحقیق ہی معتبر ہے۔

آخر میں آپ سے درخواست ہے کہ تمام آلِ دیوبند، آلِ بریلی، آلِ تقلید یا حنفی حضرات میں سے جس سے چاہیں میرے اس مضمون کا مدلل اور باحوالہ جواب لکھوائیں۔ انہیں چاہئے کہ وہ اپنی کم از کم تین مستدل روایات پیش کریں جن سے ثابت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہری وسری دونوں نمازوں میں آمین بالسر کہتے تھے۔ اوراسی طرح آپ ﷺ کے صحابہ کرام سے بھی یہی بات ثابت کریں۔ إذلیس فلیس

بشر بن رافع کی روایت، جو آمین بالجہر کے بارے میں مروی ہے وہ سخت ضعیف ومردود ہے۔ درج بالا روایات کی موجودگی میں ہمیں اُس کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر کسی صحیح العقیدہ عالم نے اسے پیش کیا ہے تو ان صحیح روایات کی تایید میں ہی پیش کیا ہوگا۔ یا پھر اسے اُس کی اجتہادی غلطی قرار دیا جائے گا۔ دیوبندی وبریلوی حضرات بھی اپنی کتابوں میں ضعیف روایات پیش کرتے ہیں۔ مثلاً دیکھئے ''حدیث اور اہل حدیث'' اور ''جاء الحق'' وغیرھما۔

اس مسئلے میں میری تحقیق یہی ہے کہ صرف صحیح یا حسن حدیث سے ہی استدلال کرنا چاہئے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ کسی صحیح محتمل الوجہین روایت کا مفہوم، معمولی ضعیف (جس کا ضعف شدید نہ ہو) سے متعین کیا جاسکتا ہے واللہ اعلم،

میرے اس مضمون کا صرف وہی جواب قابلِ مسموع ہوگا جس میں اس مضمون کے مکمل متن کو درج کر کے ہر مطلوبہ بات کا جواب دیا جائے گا۔ اس شرط کی عدم موجودگی والا جواب شروع سے ہی مردود سمجھا جائے گا۔ والمسلمون علی شروطھم، یاد رہے کہ یہ شرط کتاب اللہ کے مخالف نہیں ہے بلکہ عین تحقیق مطلوب ہے تاکہ مخالف شخص اصل بحث سے ہٹ کر اِدھر اُدھر کی باتیں نہ چھیڑ دے۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے میری کتاب '' القول المتین فی الجهر بالتأمین''

اس مضمون ''زاد الیقین فی تحقیق بعض روایات التأمین '' کا جواب ابھی تک نہیں آیا (۱۸ستمبر ۲۰۰۴ء)

لہذا عامۃ المسلمین کے فائدے کے لئے اسے ماہنامہ ''الحدیث'' میں شائع کیا جارہا ہے۔ وما علینا إلا البلاغ

حافظ زبیر علی زئی

(۱۶شعبان ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۳/ اکتوبر ۲۰۰۲ء)